Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۳/۷۸ | بدھ - ۱۶ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ، ۷ وفا ۱۳۷۲ ہش، ۷ جولائی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۵۰

جھوٹ کی عادت فیض الٰہی سے محروم رکھتی ہے

ابی - استکبار - بدعہدی یعنی نفاق یہ تین باتیں ہوئیں - چوتھی جھوٹ کی عادت ہے - جو کہ انسان کو فیض الٰہی سے محروم رکھتی ہے - پس چاہیئے کہ ہمیشہ اپنا اندر رونہ ٹٹولتے رہو کہ ان عیبوں میں سے کوئی ہمارے اندر تو نہیں ہے - ایک طرف محرومی کے اسباب پر غور کرے دوسری طرف توبہ و استغفار سے کام لے ورنہ یاد رکھو کہ بڑے خطرے کا مقام ہے -"

حضرت "جماعت" الاوّل

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ جو مختلف ذاتیں ہیں - یہ کوئی وجہ شرافت نہیں - خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے - متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے - جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں - حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے -" (ملفوظات جلد اوّل صـ۲۳)

"خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں - وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے - ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے - ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہیئے - جس سے ہماری فلاح ہو - اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں - وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے - جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا -" (ملفوظات جلد اوّل صـ۲۳)

ہر بدی خدا کی صفات سے غافل ہونے کی وجہ سے آتی ہے

از حضرت "جماعت" الاوّل

"یہ امر فطرت انسانی میں مرکوز ہے کہ جس چیز کو یہ ضرر رساں یقین کرتا ہے - اس کے نزدیک نہیں جاتا اور حتی الوسع اس سے بچتا رہتا ہے تو پھر غور کا مقام ہے کہ جب انسان خدا پر کامل یقین رکھتا ہو کہ خدا نیکی سے خوش اور بدی سے ناراض ہوتا ہے اور سخت سے سخت سزا دینے پر قادر ہے اور سزا دیتا ہے اور یہ کہ گناہ حقیقت میں ایک زہر ہے اور خدا کی نافرمانی ایک بھسم کر دینے والی آگ ہے اور اس کو آگ کے جلانے پر اور زہر کے ہلاک کر دینے پر اور سانپ کے کاٹنے سے مر جانے پر جیسا ایمان ہے اگر ایسا ہی ایمان خدا کی نافرمانی اور گناہ کرنے پر خطرناک عذاب اور ہلاکت و عذاب کا یقین ہو تو کیونکر گناہ سرزد ہو سکتا ہے - اور کیونکر خدا کی نافرمانی کے انگارے کھائے جا سکتے ہیں - دیکھو انسان اپنے مربی - دوست، یار، آشنا اور کسی طاقتور با اختیار حاکم کے سامنے کسی بدی اور گناہ کا ارتکاب نہیں کر سکتا - اور گناہ کرتا ہے تو چھپ کر کرتا ہے - کسی کے سامنے نہیں کرتا - تو پھر اگر اس کو خدا پر اتنا ایمان ہو کہ وہ غیب در غیب اور پوشیدہ در پوشیدہ انسانی اندرونہ اور وسوسوں کو بھی جانتا ہے اور یہ کہ کوئی بدی خواہ کسی اندھیری سے اندھیری کوٹھڑی میں جا کر کی جاوے اس سے پوشیدہ نہیں ہے - اور یہ کہ وہ انسان کا بڑا مربی، رب، محسن اور احکم الحاکمین ہے تو پھر انسان کیونکر گناہ کی جگر سوز آگ میں پڑ سکتا ہے -

(فرمودہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء)

سانحۂ ارتحال

○ محترم آغا سیف اللہ صاحب ناظم دارالقضاء اطلاع دیتے ہیں:

محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ سیکرٹری خدمت خلق لجنہ اماء اللہ کراچی اہلیہ مکرم ملک مبارک احمد صاحب آف ناظم آباد کراچی مورخہ ۴ جولائی ۹۳ء کو وفات پا گئیں -

موصوفہ مخلص احمدی خاتون تھیں - ۵ جولائی ساڑھے دس بجے رات انکی میت ربوہ لائی گئی - بعد فجر مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے ان کا جنازہ پڑھایا اور ½ ۵ بجے صبح انکی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی - احباب کرام سے انکی بلندئ درجات کے لئے درخواست دعا ہے -

○ مکرم شیخ محمد نعیم صاحب انچارج شعبہ رشتہ ناطہ کی والدہ محترمہ کنیز بیگم صاحبہ بیوہ مکرم شیخ محمد اسلم صاحب آف دنیاپور ضلع ملتان حال ربوہ مورخہ ۲۳ جون کو حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں - آپکی عمر ۸۳ برس تھی - اگلے روز احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں ۱۰ بجے صبح محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے جنازہ پڑھایا - آپ موصیہ تھیں - بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ نے دعا کرائی - بوقت وفات آپ اپنے بیٹے مکرم محمد حلیم صاحب کے پاس باب الابواب میں مقیم تھیں -

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے -

درخواست دعا

○ مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب لکھتے ہیں:

خاکسار کے برادر نسبتی مکرم سید حمید احمد شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ فاتنہ

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے
۷- وفا ۱۳۷۲ ہش
۷- جولائی ۱۹۹۳ء

زندگی کے موڑ

کہتے ہیں جتنے منہ اتنی باتیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ جتنی آنکھیں اتنے منظر۔ یا جتنے ذہن اتنی سوچیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہؤا جس کے متعلق سب کی ایک رائے ہو۔ جسے سب ایک نظر سے دیکھتے ہوں۔ جس کا سب ایک ہی سبب سمجھتے ہوں اور ایک ہی نتیجہ نکالتے ہوں۔ سُنی سُنائی بات کی تو بات ہی کیا ہے۔ وہ تو کہتے ہیں۔ کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ لیکن یہ بھی محض کہنے کی بات ہے۔ "دیدہ" والی بات بھی کوئی یقینی نہیں ہوتی۔ کسی نے کسی کو پتھر مارا۔ پتھر تھا یا پھول۔ کس نیت سے مارا۔ مقصد حاصل ہو گیا یا نہیں۔ جسے پتھر مارا گیا اس نے کیا سمجھا۔ وہ ہنس دیا یا اس کے آنسو نکل آئے۔

آج کیا ہوتا ہے اور آج اس کی اہمیت کیا ہے۔ کل اسے کیا سمجھا جائے گا۔ اور کل اسے کس قدر اہم یا کم اہم سمجھا جائے گا۔ اس کا فیصلہ بہت مشکل ہے۔ اپنی اپنی سوچ ہے اور اپنی اپنی اہلیت۔ ہو سکتا ہے آج کوئی بات ایک ذرّے کی مانند نظر آئے کل وہ چاند کی طرح چمکے۔ اور آج کسی چیز کا قطر بہت بڑا ہو اور کل کو وہ سکڑ کر رہ جائے۔ یہ سب ممکنات ہیں اور یہ ممکنات ہمیشہ نظر میں رکھنے والے ہیں۔ انفرادی اور قومی زندگی میں ہر واقعہ پیش آنے والا ایک سنگ میل ثابت ہو سکتا ہے۔ اور ہر دَور پہلے دَور سے زیادہ درخشاں ہو سکتا ہے۔ قوموں کی تاریخ یہی کچھ بتاتی ہے۔ اور قوموں ہی کی کیا۔ ہر فرد جو کسی بھی حیثیت سے ابھرا ہے۔ اور جس نے کام سے نام پیدا کیا ہے اس کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اور یہی بات ہمارے لئے حوصلہ افزا ہے۔ ہماری بھی ایک تاریخ ہے۔ ہماری زندگی میں بھی موڑ آئے ہیں۔ ہم نے بھی ہر طرح کے دن دیکھے ہیں۔ اور یہ سب کچھ سنگ میل ثابت ہوتا ہے۔ ہم نہ کبھی شرمائے ہیں نہ کبھی گھبرائے ہیں۔ ہم نہ کبھی تھکتے ہیں نہ کبھی ماندہ ہوتے ہیں۔ ہمارا قدم کہیں رُکا نہیں اور ہمارا سَر کسی موڑ کے آگے جُھکا نہیں۔ اور ہمیں یونہی بڑھتے چلے جانا ہے۔ آگے ہی آگے۔ دنیا کی کسی بھی قوم کی طرح۔

اللہ ترے ساتھ ہے انصاف کئے جا
جو کچھ جسے ملنا ہے وہ بے خوف دئے جا
یہ کون و مکاں عدل پہ قائم ہیں ازل سے
اس راہ پہ چلتے ہوئے تو اجر لئے جا

ابوالاقبال

ہر اک دَر کی رسائی میرے سَر تک
مِرے سَر کی رسائی تیرے دَر تک

نہیں ہوں مَیں شناسا راستوں سے
کوئی لے جائے مجھ کو میرے گھر تک

محبّت راس آ جاتی تو کیا تھا
مجھے جانا نہ پڑتا اپنے ڈر تک

دلیل ان کی ہے دلدل کے مشابہ
وہ خود دھنستے گئے اس میں کمر تک

اگر دل کا زباں بھی ساتھ دیتی
دعائیں سب سُنی جاتیں سحر تک

مِرے الفاظ ہیں میرا اثاثہ
پہنچ جاتے ہیں یہ ذرّے گہر تک

مِری خاموشیاں گو بے زباں ہیں
یہ واویلا کریں گی شور و شر تک

یہ رسوائی ہے یا شہرت ہے میری
ہر اِک پتھر پہنچ جاتا ہے سَر تک

بِکاؤ مال تو کوئی نہیں ہے
ہر اِک کی قدر ہے بس قدرِ زر تک

کئے ہیں قتل کچھ اشعار تُو نے
کبھی پہنچا کرو شاعر کے گھر تک

تمنّا ہے کہ میری شاعری بھی
رہے زیرِ نظر زیر و زبر تک

نسیم اب تم کسی سے کچھ نہ کہنا
عوام الناس سے اہلِ ہُنر تک

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا محمد منور

اخبار پر مقدمہ

ہر ملک میں جماعت احمدیہ اخبارات و کتب کی اشاعت کی طرف خصوصی توجہ دیتی ہے۔ زبانی بات تو ہوا میں اڑ جاتی ہے۔ لکھی ہوئی تحریر سالہا سال تک محفوظ رہتی ہے۔ مشرقی افریقہ میں ہمارا یہ مشاہدہ تھا کہ مقامی لوگ تحریر سے متاثر ہوتے اور اسے اپنے گھروں میں تادیر بحفاظت رکھ کر اس سے لمبے عرصے تک استفادہ کرتے رہتے تھے۔

کینیا میں جب آزادی کی لہر نے زور پکڑا تو ہماری جماعت نے محسوس کیا کہ سواحیلی ماہنامہ کے ساتھ ہمارے مشن کا ایک انگریزی اخبار بھی ہو جو حکومتی اور علمی طبقہ میں صحیح افکار و خیالات پھیلائے اور سیاسی جدوجہد میں بھی قومی لیڈروں کی رہنمائی کرے۔

جماعت احمدیہ سیاسی آزادی کے حق میں رہی ہے۔ البتہ آزادی کے حصول میں مار دھاڑ اور چلاؤ گھیراؤ کی سیاست کی ہم نے کبھی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ یہ ایسا اصول تھا جس کی اشاعت کے لئے ہم ہمیشہ سرگرداں رہے۔ اور اس کی ترویج کے لئے جماعت کا اپنا آرگن ہی مفید اور موثر کام کر سکتا تھا۔ ملک کے مختلف طبقات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے بھی مسلسل جدوجہد کی ضرورت تھی۔ یہ کام بھی اخبار کے ذریعہ احسن رنگ میں کیا جا سکتا تھا۔

مشن کی درخواست پر مرکز ربوہ نے مکرم مولانا نورالدین صاحب منیر کو اس کام کے لئے نیروبی بھجوایا۔ آپ انگریزی میں مضامین لکھنے میں مہارت رکھنے کے علاوہ لاہور سے جرنلزم میں ڈپلومہ بھی حاصل کر چکے تھے اور پاکستانی انگریزی جرائد میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔

آہستہ آہستہ تحریک آزادی میں اس قدر جوش پیدا ہوا کہ کینیا کی نوآبادیاتی حکومت نے سیاسی لیڈروں کی گرفتاری کا فیصلہ کیا۔ مسٹر جومو کینیاٹا جو ماؤ ماؤ تحریک کے بانی مبانی سمجھے جاتے تھے۔ آدھی رات کے بعد اپنے گھر سے گرفتار کر لئے گئے دوسرے سیاسی لیڈر جن کا تعلق تمام بڑے بڑے قبائل سے تھا نظر بند کر دیئے گئے۔ ایسے حالات میں بے دست و پا ہونے کی بجائے دوسرے درجہ کے سیاسی لیڈر آگے آ گئے اور انہوں نے آزادی کی تحریک کو تیز تر کرنے کے ساتھ ساتھ یہ مطالبہ بھی شدومد کے ساتھ پیش کیا کہ ہمارے قومی لیڈر آزاد کئے جائیں۔

اسی اثناء میں قومی لیڈروں نے بعض لیڈروں کے خلاف ایک تند و تیز بیان جاری کیا جس میں حکومت کے وفادار لیڈروں کو باغی۔ قومی غدار۔ منافق وغیرہ قرار دیا۔ یہ بیان تمام اخبارات کے ایڈیٹروں کو اشاعت کے لئے بھجوایا گیا۔ ہمارا اخبار "ایسٹ افریقن ٹائمز" بھی آزادی کی جدوجہد میں کسی سے پیچھے نہیں تھا۔ اسے بھی اس بیان کی نقل بھجوائی گئی۔

جتنے انگریزی اخبارات نے یہ بیان شائع کیا ان پر حکومت کی طرف سے مقدمات چلائے گئے۔ الزام یہ لگایا گیا کہ ان اخبارات نے حکومت کے منتخب نمائندوں کو ذلیل کرنے کی نیت سے یہ بیان شائع کیا ہے۔ مولانا منیر صاحب کو ایڈیٹر ہونے کی وجہ سے اور مجھے احمدیہ مشن کے سیکرٹری ہونے کی حیثیت میں مقدمہ میں ملوث کر لیا گیا۔

ہمارا پرچہ جس میں قومی لیڈروں کا بیان چھپا تھا نیروبی میں بکثرت خریدا گیا۔ ایک روز سی۔ آئی۔ ڈی کے آدمی دفتر میں آئے۔ اس پرچہ کا مطالبہ کیا اور جناب ایڈیٹر صاحب سے تعارف حاصل کیا۔ مولانا منیر صاحب فوراً بھانپ گئے کہ دال میں کچھ کالا کالا ہے جب ان افسران نے جناب ایڈیٹر صاحب سے بیان لینے کی خواہش کی تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے وکیل سے مشورہ کئے بغیر کوئی بیان قلمبند کرانا نہیں چاہتا۔ اس پر وہ حضرات خاموشی سے واپس چلے گئے۔

نیروبی میں ہمارا ایک احمدی گھرانہ تھا جو وکلاء کا گھرانہ کہلاتا تھا۔ اس کے نوجوان، بوڑھے اور ایک خاتون بھی وکالت کا کام عمدگی سے کر رہی تھیں۔ شہر میں ان کی بڑی شہرت تھی۔ حکومت کی نظر میں بھی ان کو معزز سمجھا جاتا تھا۔

یہ خاندان حضرت ملک غلام حسین صاحب آف رہتاس (جہلم) کے بیٹوں اور پوتوں پر مشتمل تھا جنہیں حضرت بانیٔ سلسلہ کے ایک خادم کی حیثیت سے جانا جاتا تھا۔ حضرت اقدس کی دعاؤں کے طفیل ان کی اولاد کو دنیوی عروج حاصل ہوا اور انہوں نے قانون کے میدان میں عظیم الشان ترقی کی۔ جناب ملک محمد حسین صاحب بڑے بیٹے تھے۔ جو ہر لحاظ سے اعلیٰ پوزیشن کے مالک تھے۔ یہ میرے نیروبی پہنچنے سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ ان کے دو بیٹے عبدالقادر ملک اور طاہر ملک ایڈووکیٹ تھے۔ جناب ملک احمد حسین صاحب جو حضرت ملک غلام حسین صاحب کے چھوٹے بیٹے تھے۔ زندہ تھے وہ خود بھی ایڈووکیٹ اور کمشنر آف اوتھ (C. OF OATH) تھے۔ ان کے بیٹے ظہیر ملک اور بیٹی سلمیٰ ملک بھی کامیاب وکیل تھیں۔ محترمہ سلمیٰ ملک صاحبہ صرف دفتر میں بیٹھ کر قانونی دستاویزات تیار کرتی تھیں۔ اور عدالت میں پیش نہیں ہوتی تھیں۔ باقی سب اپنے پیشہ ورانہ کام میں دن رات مصروف رہتے تھے۔

ہمارے قانونی دفاع کے لئے جناب ملک احمد حسین صاحب اور جناب ملک عبدالقادر صاحب نے آنریری خدمات پیش کیں۔ اور نہایت شاندار قانونی جنگ لڑی۔ دوسرے اخبارات نے تو فوراً معافی مانگ لی اور انہیں بھاری جرمانے ادا کرنے پڑے۔ ہمارے مشن نے اپنا کیس لڑنے کا فیصلہ کیا اور بڑی شہرت پائی۔

جس روز ہمارے مقدمہ کی پیشی ہوتی عوام و خواص کمرۂ عدالت میں اور گیلریوں میں بھر جاتے اور بڑے انہماک سے کارروائی سنتے۔ عام لوگ بھی جماعت کی بہادری کی داد دیتے۔ کہ دوسرے اخبارات نے تو معافی مانگ لی ہے۔ یہی ایسٹ افریقن ٹائمز ایسا اخبار ہے جس نے حکومت کا قانونی مقابلہ کرنے کی ٹھانی ہے۔ ہمیں عدالت میں جاتے دیکھ کر افریقی عوام پکار اٹھتے کہ یہ وہ مردان خدا ہیں جو داد شجاعت دے رہے ہیں۔

انگریزی اخبار تفصیل سے کارروائی شائع کرتا اور ضروری قانونی نکتے بیان کرتا۔ ہمارے وکلاء نے سرکاری ممبروں پر جرح کا حق ادا کر دیا۔ ایک نمایاں ممبر مسٹر موسیٰ امالیمبا (MR. MUSA AMALEMBA) کو تو دو دن عدالت کے کٹہرے میں کھڑا رکھا اور تیکھے سیاسی سوالات سے اس کا ناک میں دم کر دیا۔

ہم دونوں کے بارہ میں ہمارے وکلاء نے کہا کہ انہیں عدالت میں بیان دینے کے لئے نہیں بلایا جائے گا کیونکہ یہ ہماری جماعت کی نہایت قابل احترام ہستیاں ہیں۔ جنہوں نے دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔ عدالت نے اس امر کو تسلیم کیا اور ہم خاموشی سے کارروائی سنتے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے۔

مقدمہ تو ہم جیت چکے تھے۔ لیکن انگریز جج نے تھوڑا سا جرمانہ مجھے کیا جناب ایڈیٹر صاحب کو ذرا زیادہ جرمانہ کر کے مقدمہ ختم کر دیا گیا۔ مقدمہ تو ختم ہو گیا لیکن جماعت احمدیہ پہلے سے بھی زیادہ عوام میں مقبول ہو گئی۔

ایک مرحلہ پر عدالت نے بیان جاری کرنے والے لیڈروں کو بھی پیش ہونے کا حکم دیا۔ ان سب کے نمائندہ کے طور پر مسٹر ٹام مبویا (TOM MBOYA) پیش ہوئے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کی تائید میں انگریزی زبان میں اتنا شاندار بیان دیا کہ عدالت حیران رہ گئی۔ ہمارے وکیل محترم ملک عبدالقادر صاحب نے اسی وقت جناب ٹام مبویا کا بہترین الفاظ میں شکریہ ادا کیا اور ان کے تاریخی بیان کو سراہا۔ جناب ٹام مبویا بڑے مقبول عوامی لیڈر کے طور پر ابھرے تھے۔ لیکن قبائلی رقابت کی وجہ سے انہیں جوانی ہی میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

حضرت "۔ جماعت"۔ الثانی فرماتے ہیں :۔

"ہمارا اوڑھنا بچھونا دعا ہی ہے۔ اور ہمیشہ دعا ہی ہمارا اوڑھنا بچھونا رہنی چاہیئے۔ خدا سے ذاتی تعلق میں جماعت احمدیہ کی زندگی ہے۔ اور کسی ایک انسان کا خدا سے ذاتی تعلق کا ہونا کافی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بکثرت دنیا کے کونے کونے میں ہر احمدی کو یہ تعلق ذاتی طور پر قائم کرنا ہوگا۔ اور ہر احمدی کو اپنے علاقہ کے لئے اس الٰہی تعلق کا دلیل کی رو سے دنیا کے دل نہیں جیت سکتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا
اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

دی ہیرلڈ
اپریل ۱۹۹۳ء

Muslim Dilemma

In the article *Standing at the Crossroads* (Herald February '93) Arun Chacko has very effectively highlighted the plight of Indian Muslims in the Hindu dominated Indian society. The failure to assimilate and the lack of a competitive urge has, over a period of years, reduced an overwhelming majority of Muslims to a hopelessly low status in terms of the social and economic influence wielded by them. Today, the Muslims in India need more leaders like Sir Syed Ahmed Khan rather than those like Imam Bukhari of the Jamia Masjid fame, to lead the way to eventual Muslim emancipation, ensuring that incidents like the Babri mosque demolition are not repeated.

The destruction of the Babri Masjid by Hindu fundamentalists, with the connivance of Indian politicians, needs to be condemned at all forums. But a little soul searching is required on our part as well. The Muslims have a long history of failing to condemn the destruction of minority places of worship by Muslim fundamentalists. This hardly allows us to vociferously criticise similar acts when perpetrated by a breed of fundamentalists living across the border. It was with the Muslims that the misuse of religion for political ends was initiated. Fundamentalist groups in Pakistan have destroyed several Ahmadi, Zikri, Christian and Hindu places of worship over the last several years. But our government simply looked the other way and did not have the courage to stand up against the wave of religious fanaticism sweeping the country. These incidents were apparently taken note of by Hindu fundamentalists in India. They had only to act on the same lines. It is not only Muslim fundamentalists in Pakistan who can get away with desecrating places of worship. We should not be selective in condemning these acts.

Like all dynamic nations, we should learn from this tragedy and lead the way in showing the world the true face of Islam as a religion of peace. We should not only guarantee our citizens freedom of speech and faith, but also take appropriate measures to ensure that no place of worship, irrespective of its affiliation, is ever desecrated in our country.

Masood . . Bhatty
Karachi

مسعود اے بھٹی کراچی سے دی ہیرلڈ اپریل ۱۹۹۳ء کے شمارے میں کہتے ہیں :-

آرون چاکو نے اپنے مضمون "چوراہے پر" جو ہیرلڈ کے فروری ۹۳ء کے میں شائع ہوا تھا - میں نہایت مؤثر طریق پر ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچا ہے - ہندوستان جہاں کے معاشرے میں ہندو چھائے ہوئے ہیں مسلمانوں نے اپنے آپ کو اس تمام عرصے میں جو کئی سالوں پر محیط ہے - ہندوؤں میں ضم بھی نہیں کیا اور انہوں نے مقابلے کی روح کا اظہار بھی نہیں کیا - اور اس کے نتیجہ میں باوجود اس کے کہ ان کی تعداد خاصی زیادہ ہے وہ ایک مایوس کن حالت سے دوچار ہیں اور اس حالت کا تعلق سماجی امور سے بھی ہے اور اقتصادی امور سے بھی -

آج ہندوستان کے مسلمانوں کو اس بات کی ضرورت ہے کہ انہیں سر سید احمد خان جیسا کوئی لیڈر ملے بہ نسبت اس کے کہ ان کے لیڈر جامع مسجد کے امام بخاری جیسی شہرت رکھنے والے ہوں تاکہ ترقی کے لئے ان کی رہنمائی کی جا سکے اور اس بات کا یقین دلایا جا سکے کہ بابری مسجد کے انہدام جیسے واقعات دہرائے نہیں جا سکیں گے - ہندو تشدد پسند لوگوں کے ہاتھوں بابری مسجد کا انہدام اور ہندوستانی سیاست دانوں کا اس سے صرف نظر کرنا ایسی بات ہے جسے ہر پلیٹ فارم پر مذمت کا نشانہ بنانا چاہیئے - لیکن اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہم اپنے گریبانوں میں جھانکیں - مسلمانوں کی ایک لمبے عرصے کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہ اقلیتوں کی عبادت گاہوں کی مسلمان بنیاد پرستوں کے ہاتھوں بربادی کی مذمت نہیں کرتے - اور یہ ایسی بات ہے جو ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ایسے ہی واقعات کی زور شور سے مذمت کریں جبکہ ہماری سرحدوں کے پار بنیاد پرستوں کے ہاتھوں رونما ہوتے ہیں - یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے مذہب کو غلط طور پر سیاسی مفادات کے لئے استعمال کرنا شروع کیا - پاکستان میں بنیاد پرست گروہوں نے احمدیوں ذکریوں عیسائیوں اور ہندوؤں کی گذشتہ سالوں میں کئی عبادت گاہوں کو تباہ کیا - لیکن ہماری حکومت صرف دوسری طرف نظر کر کے بیٹھی رہی اور اس نے اس حوصلے اور ہمت کا اظہار نہیں کیا کہ وہ مذہبی تعصب کی اس لہر کے خلاف اٹھ کھڑی ہو - اور یہ لہر سارے ملک میں رواں دواں ہے - یہ واقعات ایسے تھے کہ ہندوؤں، بنیاد پرستوں نے ہندوستان میں ان کا نوٹس لیا - اور انہوں نے اپنی خطوط پر کام کرنا شروع کر دیا - صرف پاکستان کے مسلمان بنیاد پرست ایسے نہیں ہیں جو اس قسم کے کام کر کے بھی کسی سزا کے مستحق نہیں ہو پاتے - ہمیں یہ نہیں کرنا چاہیئے کہ کسی کی مذمت کریں اور کسی کی مذمت نہ کریں - تمام ایسی قومیں جو سرعت کے ساتھ ترقی کرنے والی ہیں ان کی طرح ہمیں اس المیہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور دنیا کو اسلام کا صحیح چہرہ دکھانا چاہیئے اور بتانا چاہیئے کہ یہ امن کا مذہب ہے - ہمیں صرف اپنے شہریوں کی آزادی کے اظہار اور آزادی اعتقاد کی ہی یقین دہانی نہیں کرانی چاہیئے بلکہ ایسے مناسب اقدامات کرنے چاہئیں کہ کوئی بھی عبادت گاہ چاہے وہ کسی کی بھی کیوں نہ ہو - ہمارے ملک میں بے حرمتی سے بچی رہے -

دی نیوز انٹرنیشنل
۱۳ - جون ۱۹۹۳ء

دی نیوز انٹرنیشنل کے ۱۳ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں اے - ایس - ملک کہتے ہیں -

ہم نے پاکستان میں یقیناً اس بات کا احساس کر لیا ہوگا کہ عالمی برادری میں ہماری کوئی وقعت نہیں ہے - حتیٰ کہ ساری مسلم امۃ کو بھی کوئی توجہ نہیں دیتا - اس کی ایک واضح مثال کراچی میں او - آئی - سی کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس ہے جس کا شور تو بہت اٹھا لیکن عالمی برادری نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا -

ایک خاص سکیم کے ماتحت مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے - اور کہا جا رہا ہے کہ یہ علاقائی آبادی کا صفایا کرنے والی بات ہے - ایک ساری نسل جو اپنے آپ کو مسلم کہتی ہے اب معدوم ہونے کی حدود تک پہنچ چکی ہے -

ساری دنیا خاموشی سے دیکھ رہی ہے اور ان میں سے بعض لوگ اس کی حمایت بھی کرتے ہیں لیکن مسلم امۃ یہ سب کچھ بے بسی کی حالت میں دیکھ رہی ہے - کیا مسلم دنیا کے لئے اس سے بڑھ کر بھی کوئی آفت ہو سکتی ہے -

Pray for Bosnian Muslims

From A. S. Malik

We in Pakistan must have realised that we carry no weight with international public opinion. Even the opinion of the entire Muslim "ummah" is not given any consideration. A glaring example is the recent OIC foreign minister's conference in Karachi in which noise was generated but the world at large did not take any notice of it.

Muslims are being massacred methodically in the name of ethnic cleansing. An entire race calling themselves Muslims are on the verge of extinction.

The world is watching passively, some even approvingly, but the Muslim "ummah" helplessly. Could there be a greater catastrophe for the Muslim world?

What then is the way out? The only option left with us to is to seek divine assistance. If Muslims all over the world individually and collectively pray for our brethren in distress, I am sure the Almighty in His mercy will preserve them from Serb and Croat tyranny.

Let us start immediately. Will religious leaders urgently guide the masses in this noble cause for the beleaguered Muslims of Bosnia-Herzegovina? Will our political leaders and their followers join everyone in prayers?

Islamabad

The News International, Sunday June 13, 1993

اس سے بچنے کے لئے کیا طریق ہے - صرف ایک ہی بات ہمارے لئے باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ خدائی مدد کے طلب گار ہوں - اگر ساری دنیا کے مسلمان انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر اپنے بھائیوں کی تکلیف کے وقت دعا کریں تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی رحمت کے صدقے ان لوگوں کو سرب اور کروٹ مظالم سے بچا لے گا -

آئیے ہم فوری طور پر ایسا کرنا شروع کر دیں - کیا ہمارے مذہبی رہنما فوری طور پر عوام الناس کو اس معزز کام کے لئے کوئی رہنمائی دیں گے - تاکہ بوسنیا ہرزے گووینا کے مسلمان جو اس وقت ان مصائب میں پھنسے ہوئے ہیں ان کی حالت بہتر ہو سکے - کیا ہمارے سیاسی لیڈر اور ان کے پیروکار دیگر تمام لوگوں کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا میں شریک ہوں گے۔
یہ خط اسلام آباد سے لکھا گیا۔

ڈان
۱۳۔ جون ۱۹۹۳ء

Loss of memory

IT appears from a news item published in your issue of June 8 that six identical petitions came up for disposal in the Supreme Court comprising four judges headed by the Chief Justice. The petitioners sought the indulgence of the Court to direct the President of Pakistan to be examined by a panel of doctors as he was suspected to be suffering from *Senile Dementia* a disease relating to loss of memory (partial) owing to infirmity of old age. The Court has rightly observed that the plea made in the petitions does not fall within its purview, hence untenable.

However, a parallel to Mr. Ghulam Ishaque Khan's attitude towards the working of government machinery may be drawn with that of the late Ghulam Mohammad, the then Governor-General, who was reported to have been more infirm, physically as well as mentally; yet *senile dementia* was not "diagnosed" for him. The feat of GM in changing prime ministers as often as he changed his linens has not been equalled by GIK — the latter has, therefore, more moral justification to continue in office when the nation could bear up with the former till provide ice intervened.

Legality and morality apart, the alleged diagnosis of *sehile dementia* does provide food for thought. If government servants, irrespective of being clerks or bureaucrats, are, under service rules, subjected to retirement at a certain age, say 60 years, there is no reason why the people's representatives, including the prime minister and the president should not be governed by similar age-limit. Whatever may be the logic behind the concept of retirement of government servants, the same should also apply to the peopel's representatives, that is, the politicians. Let the age-limit for the latter be fixed at 70 or even 75 — logically it should be the same as that of the government servants — after consulting a panel of eminent doctors and psychiatrists. Once the age limit has been fixed, anyone crossing it should be deemed to have been suffering from *senile dementia*. Since the code of conduct for the politicians are governed by constitutional provisions, their age-limit should be incorporated in the Constitution by enacting a bill.

While we are on the question of streamlining the code on conduct for the politicians by prescribing an age-limit, it may also be mentioned, though it may sound staccato, that two classes of people, viz the retired government servants and the armymen, should be constitutionally declared *persona non grata* in politics. The bureaucratic stsigma which they carry with them as the legacy of British imperialism should reader them incompatible with politics of a free country — just as leopards cannot change their spots, the bureaucrats cannot get rid of their dictatorial mentality, by which they are prone to rule rather than serve the people.

A.M. SAYIED
Karachi

DAWN SUNDAY, JUNE 13, 1993

اے۔ ایم سعید (کراچی) سے ۱۳ جون ۱۹۹۳ء کے ڈان میں خطوط کے کالم میں کہتے ہیں کہ آپ کے اخبار میں ۸ جون کو ایک خبر چھپی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ چھ ایک ہی جیسی پٹیشنیں سماعت کے لئے سپریم کورٹ کے سامنے پیش کی گئیں۔ سپریم کورٹ کے اس چار ججوں کے بنچ کے سربراہ محترم چیف جسٹس تھے۔ پٹیشنروں نے عدالت سے اس بات کے متعلق فیصلہ مانگا کہ صدر پاکستان کا اعلیٰ ڈاکٹروں کا ایک پینل معائنہ کرے کیونکہ ان کے متعلق شبہ کیا جاتا ہے کہ وہ سینائل ڈیمنشیا کے مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ مرض جزوی طور پر یادداشت کھو جانے سے تعلق رکھتی ہے اور یہ بڑھاپے کی کمزوری کے باعث پیدا ہوتی ہے۔ عدالت نے بالکل درست طور پر کہا ہے کہ پٹیشنوں میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ اس عدالت کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔ اس لئے یہ درخواستیں قابل سماعت نہیں۔

البتہ مسٹر غلام اسحاق خان کے کاروبار حکومت کے سلسلے میں رویے کو غلام محمد جو اس وقت گورنر جنرل تھے کے رویہ سے مناسبت دی جا سکتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ان سے بھی زیادہ جسمانی اور ذہنی طور پر کمزور تھے لیکن اس کے باوجود ان کے لئے سینائل ڈیمنشیا کا مرض تشخیص نہیں کیا گیا۔ غلام محمد نے وزرائے اعظم اس طرح بدلے جس طرح وہ اپنے کپڑے بدلتے تھے اور اسے غلام اسحاق خاں کے مقابلہ میں نہیں لایا جا سکتا مؤخر الذکر کے اپنے عہدے پر قائم رہنے کا زیادہ جواز ہے۔ اگر غلام محمد کو برداشت کیا جا سکتا تھا تو انہیں کیوں نہ برداشت کیا جائے جب تک اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی ہے۔

قانون اور اخلاق کو ایک طرف رکھتے ہوئے مبینہ تشخیص ایک ایسی بات ہے جو ہمارے لئے غور و فکر کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اگر حکومت کے ملازمین (چاہے وہ کلرک ہوں یا بیوروکریٹ) کے لئے سروس کے قوانین موجود ہیں اور ان کے مطابق انہیں ایک خاص عمر تک پہنچنے پر ریٹائر کیا جاتا ہے (جب یہ ساٹھ سال کی عمر تک پہنچے ہیں) تو کوئی وجہ نہیں کہ عوام الناس کے نمائندے جن میں وزیر اعظم اور صدر دونوں شامل ہیں پر بھی ایسے ہی قواعد لاگو نہ کئے جائیں یعنی عمر کی حد مقرر نہ کی جائے۔ حکومت کے کارکنوں کی ریٹائرمنٹ کے سلسلے میں جب قواعد موجود ہیں ان کی منطق چاہے کچھ ہی ہو ایسا کیوں نہ ہو کہ یہی قوانین ان لوگوں پر بھی لاگو کئے جائیں جو عوام الناس کے نمائندے ہیں۔ یعنی سیاست دان البتہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ریٹائرمنٹ کی عمر ۷۰ سال مقرر کر دی جائے یا ۷۵ سال۔ منطقی طور پر بالکل ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسا کہ حکومت کے کارکنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اچھے ڈاکٹروں کا ایک پینل معائنہ کرے اور ان کے ساتھ نفسیات کے ماہر بھی ہوں۔ ایک دفعہ جب عمر کی حد مقرر ہو جائے گی۔ تو جو شخص بھی اس عمر کی حد سے آگے بڑھے گا۔ اس کے متعلق کہا جا سکے گا کہ وہ سینائل ڈیمنشیا کا مریض ہے۔ چونکہ سیاسی لوگوں کا نظام کردار دستور کے مطابق ہونا لازمی ہے ان کی عمر دستور ہی میں ایک بل کے ذریعے درج ہو جانی چاہیئے جبکہ ہم اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ سیاسی لوگوں کے طریق کار کو بہتر بنایا جائے۔ اور ان کی عمر کی حد برائے ریٹائرمنٹ مقرر کی جائے یہ بات بھی قابل بیان ہے۔ اگرچہ یہ لگے گی تو عجیب سی کہ لوگوں کی دو کلاسیں یعنی وہ افراد جو گورنمنٹ سروس سے ریٹائر ہو چکے ہیں اور فوجی۔ ان کے متعلق دستوری طور پر یہ فیصلہ ہو کہ وہ سیاست کے لئے غیر پسندیدہ لوگ ہیں۔ پرسانا نان گراٹا (PERSONA NON GRATA) ان پر بیوروکریٹک کا دھبہ لگا ہوتا ہے جو برطانوی یادگار ورثہ ہے۔ اس کی وجہ سے انہیں ایک آزاد ملک میں سیاست کے لئے نااہل سمجھا جانا چاہیئے۔ چیتا اپنی کھال کے نشان بدل نہیں سکتا۔ بیوروکریٹ اپنا آمرانہ طریق کار جو اس کے ذہن میں رچا بسا ہوتا ہے وہ بھی نہیں بدل سکتا اور یہی وہ چیز ہے جس سے وہ حکومت کرتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ لوگوں کی خدمت کرے۔

ڈان
۲۰۔ جون ۱۹۹۳ء

حبیب سلطان (کراچی) ڈان کے ۲۰ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں کہتے ہیں کہ اگرچہ وزیر اعظم کو متعدد خطوط لکھے جا چکے ہیں (معذوروں کے لئے کاروں کے سلسلے میں) کہ وہ اپنی اس سکیم کو دوبارہ زندہ کریں۔ تاکہ معذوروں کو آسانی میسر آئے۔ لیکن ابھی تک کوئی مثبت نتائج نہیں نکلے۔ حبیب سلطان ٹریڈ پالیسی رپورٹ ۹۲۔۱۹۹۱ء کا حوالہ دیتے ہوئے بتاتے ہیں کہ کن وجوہات کی بناء پر اس سکیم کو ختم کیا گیا تھا۔ ان میں زیادہ تر توجہ اس بات کی طرف ہے کہ یہ کاریں نارمل لوگ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ یا اس میں تبدیلیاں کر کے نارمل لوگوں کے لئے انہیں تیار کیا جا سکتا ہے۔ اور اس بات کی چیکنگ کا انتظام نہیں ہے کہ یہ کاریں واقعی معذور لوگ ہی استعمال کرتے ہیں اسی طرح آمد کی اوپر کی حد بھی بیان کی گئی ہے۔ بہر حال ایسی وجوہات پیش کر کے کہا گیا ہے کہ اس سکیم کو ختم کر دینا چاہیئے۔

حبیب سلطان کہتے ہیں کہ پرائم منسٹر ٹرانسپورٹ سکیم کے ماتحت ہزاروں گاڑیاں منگوائی گئی ہیں۔ جن کی قیمت کا صرف ۱۰ فیصد ادا کرنا ہوتا ہے آغاز میں۔ اور باقی ۹۰ فیصد کی گارنٹی بنک دیتا ہے لیکن معذوروں کے لئے جو گاڑیاں ہیں اس کی پوری قیمت درآمد کرنے والے کو دینی پڑتی ہے۔ کل قیمت کا بھی انہوں نے موازنہ کیا ہے اور کل گاڑیوں کا بھی۔ جہاں تک معذوروں کے لئے گاڑیوں کی درآمد کا تعلق ہے وہ مارچ ۱۹۷۹ء تک صرف چند سو تھیں۔ جبکہ وزیر اعظم ٹرانسپورٹ سکیم کے سلسلے میں ہزاروں گاڑیاں درآمد کی جا چکی ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جہاں تک غلط استعمال کا تعلق ہے ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ بہر حال انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ معذوروں کے لئے گاڑیوں کی درآمد سکیم کو دوبارہ جاری کرنا مفید ہے۔ اور وہ اپنے خط کے آخر پر کہتے ہیں کہ ان تمام باتوں کے پیش نظر میں حکام سے اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ معذوروں کے لئے گاڑیوں کی درآمد کی سکیم کو دوبارہ جاری کریں۔ اگر ممکن ہو تو انہی خطوط پر جاری کر دیا جائے۔ جو وزیر اعظم ٹرانسپورٹ سکیم ہے۔

باقی صـ۶ پر

الفضل میں اشتہار دیکر تجارت کو فروغ دیں۔ (مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ : صـ۵

Car for disabled

ALTHOUGH numerous letters have been written to the Prime Minister with request to revive the above scheme in order to facilitate the disabled, so far it has not yielded any results.

However, I would like to quote from the Trade Policy 1991-92 the grounds on the basis of which the scheme of duty-free car for disabled persons was discontinued:

"The scheme is prone to misuse for the following reasons:–

1- Substantial monetary benefits are involved in the duty-free import of cars under the scheme.

2- The car can be driven by normal person without making any change in it.

3- Gadgets meant for disabled persons can be easily replaced by normal gadgets.

4- There is no system to check whether the car is being used by the disabled persons who actually import it.

5- Because of no upper limit on the income, the persons who can afford chauffeur-driven cars are also making use of the facility.

Various proposals to minimise the misuse of this scheme such as charging half of the prevailing customs duty; restricting benefit of the scheme to civil servants of BPS-17 and above and all commissioned officers of Pakistan Armed Forces, increasing the limit of annual assessed income, raising the eligibility period for import of second car and prescribing special number plates for such cars may also not be workable.

In view of the above, car dealers have also entered into this arena exploiting the scheme resulting into its rampant misuse, moreover, the misuse is likely to rise further due to increased awareness of the scheme.

It is, therefore, proposed that the scheme may be discontinued."

In addition to above grounds for discontinuation of the scheme, the trade policy also gave the statistics of the number of cars imported under the Scheme. Accordingly the number of cars imported under the scheme increased from 92 in 1986-87 (value Rs. 8.211 million) to 188 in 1990-91 (July-May) valued at Rs 31.76 million.

Now, in order to compare the above scheme with the Prime Minister's Transport Scheme, I would like to know and understand the following:-

1- Vehicles under Prime Minister's scheme are imported against only 10 per cent payment and the balance 90 per cent of the cost is financed by banks, whereas 100 per cent cost of cars was borne by the disabled persons from their own sources.

2- The value of vehicles imported under the Prime Minister's Scheme involves billions of rupees with the number of vehicles running in thousands as against the value of cars imported under disabled persons scheme involved millions only and that also was met by the importers and only a few hundred vehicles were imported since March 1979.

3- The import under disabled persons scheme was allowed after going through a series of procedure i.e. obtaining medical certificate from civil surgeon, proving financial soundness to finance the import and maintain the car and finally appearing in person before a medical board to prove the disability. Although for import under Prime Minister's Scheme only 10 per cent cost of the car is required, the rest is automaticaly complied.

4- The misuse against disabled persons scheme may have been very negligible in proportion to the number of cars imported under Transport scheme: If Transport Scheme, in spite of its misuse, could be continued indefinitely, one fails to understand why the scheme for the benefit of disabled persons could not be continued.

Moreover, it is an established fact that the facility to import under disabled persons scheme was of immense importance and benefit for disabled persons like me. It did help the handicapped people to overcome their drawback and created confidence in them to move around on their job and to attend the need of their family like any normal person.

The discontinuation of the scheme affected their confidence. In my particular case, when I was not allowed to import a second car after using the first one for eight years, I bought a reconditioned car (automatic) from the market. Since the day I bought the car I have been spending a lot on its maintenance not to mention, looking for help on the road side in case of any breakdown. Had I been allowed a duty-free car also for the second time, I would not have to face any problems.

In view of the above I request the authorities to revive the scheme for the disabled persons and, if possible, allow it on the basis of the Prime Minister's Transport Scheme.

HABIB SULTAN
Karachi

DAWN SUNDAY, JUNE 20, 1993

" اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دو رنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو۔ مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور بھی عزیز ہے۔ اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اس کے لئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔"

(حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

آفتاب احمد

تائی کوانڈو TAEKWONDO

تائیکوانڈو مارشل آرٹس کا ایک سٹائل ہے۔ مارشل آرٹ مشرق کا ایک قدیم فن ہے۔ خالی ہاتھوں دفاع کرنا اور حملہ آور کو زیر کرنے کا یہ فن ایک تاریخی سفر طے کرتا ہوا مشرق بعید اور برصغیر پاک و ہند کے مختلف ممالک میں مختلف انداز اور اسالیب لئے ہوئے جدید دور میں اپنی بھرپور انفرادیت اور افادیت کے ساتھ موجود ہے، چنانچہ مارشل آرٹس کل ہے اور اس کی بہت سی جزیں یا اسٹائل ہیں مثلاً۔ بانڈو، شوتوکان، بودوکان، اور کنگ فو وغیرہ تائیکوانڈو بھی ان میں سے ایک جز (سٹائل) ہے

تائیکوانڈو ایک مکمل آرٹ یا کھیل ہے۔ موجودہ تائیکوانڈو کو ۱۹۵۵ء کو ایجاد یا منظم کیا گیا۔ اس کے بانی کا نام "جن چوئی ہانگ ہی" (GENCHOIH ONGHI) ہے۔ تائیکوانڈو کوریا کا قومی کھیل ہے اور اس وقت تقریباً دنیا کے ایک سو بیس ممالک میں نہایت ہی سرعت کے ساتھ فروغ پا رہا ہے۔ ساری دنیا میں تائیکوانڈو کی مقبولیت کی وجہ اس کے بانی کی انتھک اور مسلسل محنت ہے تائیکوانڈو کی ایک عالمگیر فیڈریشن بھی ہے جو اس کے فروغ اور مقبولیت کے لئے ہر جگہ کوشاں ہے۔ اس فیڈریشن کا پورا نام (WORLD TAEHWONDO FEDERATION) ہے اور (WTF) کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے W.T.F کا ہیڈ کوارٹر (مرکز) جنوبی کوریا میں ہے WTF کی کوششوں ہی سے تائیکوانڈو کو اولمپک کھیلوں (OLYMPIC GAMES) میں شامل کر لیا گیا اور اب اس کے مقابلے اولمپک کھیلوں کے موقع پر منعقد کئے جاتے ہیں تائیکوانڈو کے اہم اٹیم کک باکسنگ، کراٹے، یوگا، اور سیلف ڈیفنس تکنیک پر مشتمل ہیں۔ مارشل آرٹس کے باقی سٹائلوں کی طرح اس کی درجہ بندی بھی بیلٹز (BELTS) کے ذریعے ہوتی ہے اس کی ترتیب اس طرح ہے کہ جب آپ تائیکوانڈو سیکھنا شروع کریں گے سب سے پہلے آپ کو سفید بیلٹ (WHITE BELT) پہنائی جائے گی۔ اور پھر آپ کو مختلف تکنیک سکھائی جائیں گی۔ جب سفید بیلٹ (WHITE BELT) کا کورس مکمل ہو جائے گا تو پھر آپ کا ٹسٹ ہوگا اگر آپ ٹسٹ میں پاس ہو گئے تو آپ کو اگلے بیلٹ میں ترقی دے دی جائے گی۔ ہر بیلٹ کے ساتھ کھلاڑی کو ایک سرٹیفکیٹ بھی دیا جاتا ہے

بیلٹز (BELTS) کی ترتیب اس طرح ہے

۱۔ سفید بیلٹ (WHITE BELT)
۲۔ پیلا بیلٹ (YELLOW BELT)
۳۔ اورینج بیلٹ (ORANGE BELT)
۴۔ سبز بیلٹ (GREEN BELT)
۵۔ نیلا بیلٹ (BLUE BELT)
۶۔ سرخ بیلٹ (RED BELT)
۷۔ کالا بیلٹ (BLACK BELT)

اس طرح جب کوئی کھلاڑی بالترتیب یکے بعد دیگرے تمام بیلٹز کے کورس مکمل کر کے سارے بیلٹ حاصل کر لیتا ہے تو پھر اسے تائیکوانڈو پر مکمل عبور حاصل ہو جاتا ہے بلیک بیلٹ (BLACK BELT) مارشل آرٹس کے کسی بھی اسٹائل کے فارغ التحصیل کھلاڑی کی سند ہوتی ہے تائیکوانڈو کا سفر تو بلیک بیلٹ کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ مگر عموماً کسی کھلاڑی کا بلیک بیلٹ حاصل کر لینا تائیکوانڈو پر اس کے ماہرانہ عبور کی ایک ٹھوس ضمانت ہے۔ بلیک بیلٹ کے بعد جو کورس ہوتے ہیں انہیں ڈان یا ڈگری کہتے ہیں۔ بلیک بیلٹ حاصل کرنے کے بعد پہلا کورس مکمل کرنے والا بلیک بیلٹ I ڈان (BLACK BELT FIRST DAWN) کہلاتا ہے۔ اس طرح دوسرا کورس مکمل کرنے کے بعد بلیک بیلٹ II ڈان کہلائے گا۔

تائیکوانڈو سے جہاں جسم مضبوط، طاقتور اور پھرتیلا ہوتا ہے۔ وہاں انسان کا کردار پختہ ہوتا ہے اور کردار کی اعلیٰ خوبیاں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ اس کھیل میں نظم و ضبط اور انسٹرکٹر کے احترام کو جس قدر اہمیت دی جاتی ہے کسی اور کھیل میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

تائیکوانڈو بیک وقت کھیل بھی ہے ہنر بھی ہے اور ایک ہتھیار بھی۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ نہتے ہو کر مسلح رہیں تو تائیکوانڈو ضرور سیکھیں۔

نظام جماعت دراصل اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کی نمائندگی کرتا ہے۔

حضرت "۔۔ جماعت" الرابع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مورخہ ۲۴ جون ۹۳ء کو مکرم رانا نسیم احمد صاحب ان کی بیگم صاحبہ اور بچہ رانا رضوان احمد عمر ۴ سال موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ ایک ویگن نے پیچھے سے ٹکر ماری جسکے نتیجہ میں تینوں کو چوٹیں آئیں لیکن بچے کو زیادہ چوٹیں آئی ہیں۔ ایک ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ چہرہ پر بھی کافی چوٹیں آئی ہیں۔ سروس ہسپتال لاہور میں داخل ہے۔

○ محترمہ عاتکہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم امیر الدین صاحب کا امریکہ میں برین ٹیومر کا اپریشن ہوا ہے۔ ہسپتال سے گھر واپس آگئی ہیں۔ لیکن ابھی تکلیف جاری ہے اور بولنے میں دقت محسوس ہوتی ہے۔

احباب ان کی کامل شفایابی کیلئے دعا کریں

سانحہ ارتحال

○ مکرم ڈاکٹر فیض اللہ خان صاحب ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ کے والد بزرگوار مکرم امام بخش صاحب ۱۸ جون ۹۳ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ وفات کے وقت آپ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے میجر (ریٹائرڈ) مکرم نصر اللہ خانصاحب ناصر کے پاس اسلام آباد میں مقیم تھے۔ آپکی میت اسلام آباد سے اسی رات بذریعہ ایمبولینس ربوہ لائی گئی اور ۱۹ جون کو آپ کا جنازہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے لان میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھایا۔ آپ موصی تھے اس لئے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب نے دعا کروائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۹۲ سال تھی۔

○ مکرم صوبیدار (ریٹائرڈ) صلاح الدین صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار کے پھوپھی زاد بھائی مکرم چوہدری محمد حسین صاحب محلہ دارالیمن ربوہ ۲ جولائی ۹۳ء کو کراچی میں وفات پا گئے۔ آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا اور ۳ جولائی کو بعد مغرب بیت المہدی گولبازار میں خاکسار نے جنازہ پڑھایا۔ اور بوجہ موصی ہونے کے ان کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر خاکسار نے ہی دعا کرائی۔ وفات کے وقت آپکی عمر ۸۰ سال تھی۔

○ مکرم محمد افضل صاحب چیمہ ربوہ میں مورخہ ۲۷ جون ۹۳ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ آپکی عمر قریباً ۶۵ برس تھی۔ بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

○ محترمہ امتیاز اختر صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد صاحب شکور پارک ربوہ (برادر اصغر محترم حافظ مظفر احمد صاحب) بقضائے الٰہی ۳ جولائی کو وفات پا گئیں۔ آپکی عمر ۳۴ سال تھی۔ اسی روز بعد مغرب بیت المبارک کے شرقی میدان میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے جنازہ پڑھایا۔ آپکی تدفین قبرستان عام میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم قریشی نور الحق تنویر صاحب نے دعا کروائی۔

احباب ان سب کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

نیلامی سامان

○ دفتر نظامت جائیداد کے سٹور میں مندرجہ ذیل سامان مورخہ ۱۳ جولائی ۹۳ء کو ۸ بجے صبح بذریعہ نیلامی فروخت کیا جائیگا۔ خواہشمند احباب استفادہ فرماویں۔

کچی لکڑی کے شہتیر۔ بانسے۔ پنکھے سائیکل۔ جستی پیٹیاں۔ ڈرم۔ گلنگ رینج تیل والا۔ فوٹو سٹیٹ مشین ٹائر۔ وغیرہ۔

(ناظم جائیداد ربوہ)

اعلان داخلہ

نصرت جہاں اکیڈمی انٹر کالج ربوہ کی گیارھویں جماعت میں داخلہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کی مقرر کردہ تاریخوں کے مطابق ہوگا۔

نصرت جہاں انٹر کالج ربوہ گورنمنٹ سے منظور شدہ ہے اور طلباء کو N.C.C کی ٹریننگ بھی دلائی جاتی ہے۔

داخلہ کے خواہشمند طلباء فوری طور پر دفتر سے رابطہ کرکے داخلہ فارم اور پراسپکٹس حاصل کرلیں۔ پرنسپل

نصرت جہاں اکیڈمی (انٹر کالج) ربوہ

بقیہ: صا

فردوس صاحبہ قریباً ۴ ماہ سے بیمار ہیں چند روز پہلے بیماری تشویشناک صورت اختیار کرگئی اور شیخ زید ہسپتال لاہور میں داخل کروانا پڑا۔ گو طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے۔ لیکن ابھی ہسپتال میں ہی ہیں۔ احباب کی خدمت میں اُن کی شفاء کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۸۹۳۶ میں

محمد عطاء الودود ولد سید عبدالعزیز واسطی قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈیفنس سوسائٹی کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۳-۲-۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۵۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنے ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱۰/۱ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت جاری ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ سید محمد عطاء الودود واسطی ۱۵۲ خیابان شہباز فیز VI ڈیفنس سوسائٹی کراچی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موسیاں جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ سید عبدالعزیز واسطی والد موصی۔

خبریں

○ فوجی قیادت نے زور دیکر کہا ہے کہ سیاسی بحران فوراً ختم ہونا چاہیئے۔ تینوں مسلح افواج کے سربراہوں کا ایک اہم اجلاس اتوار کی دوپہر جوائنٹ سٹاف ہیڈ کوارٹر چکلالہ میں ہوا جس میں ملک کی داخلی سلامتی کے حوالے سے اہم معاملات پر غور کیا گیا۔ فوج کے سربراہوں نے کہا ہے کہ ملکی دفاع اور قومی سلامتی کی نزاکتیں زیادہ عرصے تک کسی غیر یقینی صورتحال کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔

○ وزیر اعظم نواز شریف علاقائی تعاون کی کونسل ای سی او کے سربراہی اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے استنبول روانہ ہوگئے ہیں۔ اس میں ایران، ترکی اور پاکستان کے علاوہ وسط ایشیا کی سابق سوویت ریاستوں کے سربراہ بھی شرکت کر رہے ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے صدر اور وزیر اعظم کے درمیان مصالحت کرانے کی پیشکش کردی ہے۔ انہوں نے کہا ہے صدر، وزیر اعظم اور اپوزیشن لیڈر کے درمیان مذاکرات کے ذریعے موجودہ بحران کا حل نکالنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ فوج نے مثالی صبر کا مظاہرہ کیا ہے حکومت اس کا مزید امتحان نہ لے۔ انہوں نے کہا کہ اگر وزیر اعظم نے ایک ہفتے کے اندر میری پیشکش کا جواب نہ دیا تو میں عوام کے پاس جاؤں گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر حقائق سے فرار اختیار کیا گیا تو انتہائی اقدام کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا۔

○ وفاقی حکومت نے مشترکہ پارلیمنٹ کی قرارداد کے بارے میں صدارتی فرمان جاری کروانے کے لئے ریفرنس صدر اسحٰق کو بھجوا دیا ہے۔ اس کا مقصد اس ریفرنس کو سپریم کورٹ میں بھجوانا ہے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ صدر نے اپنے قانونی مشیروں سے مشورے شروع کر دیئے ہیں اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ صدر مملکت پارلیمنٹ سے منظور کی جانے والی قرارداد کی آئینی حیثیت کا تعین بھی سپریم کورٹ سے کروائیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : ۶ جولائی ۔ گرمی اور حبس کا سلسلہ شروع ہے ۔

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ صدر سے مفاہمت کی کوششیں کامیاب ہونی چاہئیں ۔ میرا کوئی مطالبہ نہیں ہے ۔ انہوں نے کہا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ سب کچھ آئین اور قانون کے مطابق ہونا چاہیئے ۔ انہوں نے کہا کہ مڈٹرم الیکشن کا مطالبہ قوم کا مطالبہ نہیں ہے ۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ پیپلز پارٹی کے بغیر بھی دو تہائی اکثریت سے آٹھویں ترمیم ختم کی جا سکتی ہے

○ لاہور ہائیکورٹ میں پنجاب اسمبلی توڑے جانے کے خلاف رٹ کی سماعت کے دوران ہائیکورٹ نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ گورنر وزیراعلیٰ کے مشورے پر اسمبلی توڑنے کا پابند ہے ۔ عدالت نے کہا کہ ۲۸ جون کے فیصلے کے سات منٹ بعد ایسے کونسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ اسمبلی توڑنے کی ضرورت پیش آ گئی تھی ۔ یہ درخواست بڑے بنچ کی تشکیل کے لئے چیف جسٹس کو بھجوا دی گئی ہے ۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ وزیراعظم کے نام بے نظیر بھٹو کا خط بحران کے سیاسی حل کے لئے دباؤ بڑھانے کا طریقہ ہے ۔ اپوزیشن لیڈر کی تجاویز پر عمل درآمد کی توقع بہت کم ہے ۔ بی بی سی نے کہا ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ عوام کے دل میں فوج کے لئے دوبارہ نرم گوشہ پیدا ہو رہا ہے ۔ اقتدار میں نہ ہونے پر لوگ فوج کو بلاتے ہیں پھر اس کی واپسی کا مطالبہ شروع کر دیتے ہیں ۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے سہ فریقی مذاکرات کی حمایت کر دی ہے محترمہ بے نظیر سے ملاقات کے بعد انہوں نے محترمہ کے مؤقف کی تائید کر دی ۔

○ پنجاب کے وزیراعلیٰ مسٹر منظور وٹو نے کہا ہے کہ عام انتخابات کے اعلان تک پنجاب میں مظاہرے جاری رکھے جائیں ۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے وزیراعظم پنجاب میں اپنا بویا ہوا کاٹ رہے ہیں ۔ وہ زیرو پوائنٹ سے زیرو میل تک آ گئے ہیں ابھی انتظار کیا جائے کہ اوپر والا کیا کرتا ہے ۔

○ پنجاب کے وزیراعلیٰ نے سرکاری افسران کو حکم دیا ہے کہ میری اجازت کے بغیر چارج نہ چھوڑیں اور نہ وفاقی حکومت کو رپورٹ کریں ۔ وفاقی حکومت نے چیف سیکرٹری پنجاب، آئی جی اور کمشنر راولپنڈی کے بعد وفاقی سروس کے ۷ سینیئر سول اور پولیس افسروں کی معطلی کا بھی فیصلہ کر لیا ہے ۔

○ چوہدری محمد فاروق کو نیا اٹارنی جنرل مقرر کر دیا گیا ہے ۔

○ امریکہ نے مسلمان ملکوں کے بارے میں یہ نیا مؤقف اختیار کیا ہے کہ ہم بنیاد پرستی کے نہیں ملکہ جنون اور دہشت گردی کے مخالف ہیں ۔ امریکہ کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ ہمارا دنیا کے عظیم ترین مذہب اسلام سے کوئی جھگڑا نہیں ہم اس مذہب کا احترام کرتے ہیں ۔

○ قومی اسمبلی اور سینٹ پر مشتمل مشترکہ پارلیمنٹ کا اجلاس دوبارہ طلب کر لیا گیا ہے ۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر گوہر ایوب نے کہا ہے کہ اگر صدر نے دوبارہ قومی اسمبلی توڑی تو میں دوبارہ سپریم کورٹ میں جاؤں گا ۔

○ پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف مسٹر پرویز الٰہی نے فوج کے سربراہ سے اپیل کی ہے کہ وہ پنجاب اسمبلی کے قائد ایوان کا انتخاب خود کرا کے اسے اس کا حق دلائیں ۔

○ پنجاب کے نگران وزیراعلیٰ میاں منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ لوٹا کریسی دفن ہونے والی ہے ۔ اب سیاست میں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آئیں گے انہوں نے کہا کہ جب کسی ملک کا وزیراعظم اور وزیر داخلہ محض اقتدار کے لئے سرکاری افسروں کو اغوا کرائے اور ایک صوبے کو دوبارہ اپنی راجدھانی بنانے کے لئے شب خون مارے تو لاقانونیت کرنے والوں کے خلاف ڈٹ جانا عوام کا فرض ہے ۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پنجاب کو اپوزیشن پارٹیوں کے علاوہ تمام مذہبی جماعتوں کی بھی حمایت حاصل ہے ۔

○ پنجاب کے گورنر چوہدری الطاف حسین نے کہا ہے کہ وفاق کی طرف سے ایڈمنسٹریٹر بھجوانے کا آئین میں کوئی تصور نہیں ہے ۔ انہوں نے کہا کہ اگر مرکز کو اس قرارداد پر عمل کا شوق ہے تو آئین میں دو تہائی اکثریت سے ترمیم کرے ۔

○ اقلیتی رکن اسمبلی مسٹر جے سالک نے قومی اسمبلی سے استعفیٰ دے دیا ہے وہ ایوان میں آئے اور سپیکر سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو میرا استعفیٰ مل گیا ہے ؟ انہوں نے سپیکر کے سامنے استعفیٰ پر دستخط کئے اور اپنے جوتے ایوان میں چھوڑ کر ننگے پاؤں ایوان سے چلے گئے ۔

○ امریکہ نے بھی روس اور فرانس کی طرح ایٹمی تجربات میں پہل نہ کرنے کا اعلان کیا ہے ۔ امریکی صدر نے کہا ہے کہ جب تک کوئی دوسرا ملک اپنے ایٹمی ہتھیاروں کی آزمائش نہیں کرتا امریکہ اپنے تجربات پر پابندی رکھے گا ۔ خیال ہے کہ برطانیہ بھی اس سلسلے میں امریکہ کی پیروی کرے گا ۔

○ کابل پر ایک بار پھر راکٹوں کی بوچھاڑ ہوئی جس سے دو عورتیں ہلاک ہو گئیں ۔ ۵ افراد زخمی ہو گئے ۔

○ عراق نے میزائیل ٹیسٹ کرنے والے علاقوں کے معائنہ کی اجازت سے جو انکار کیا ہے اس کے جواب میں اقوام متحدہ نے اپنی معائنہ ٹیم کو واپس بلا لیا ہے ۔ اس تنازعے کے بعد عراق پر امریکہ کی طرف سے ملٹری ایکشن کا تازہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے ۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ حکومت بظاہر کسی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کر رہی مگر وزیراعظم پر اس بارے میں سخت دباؤ ہے

گورنمنٹ جامعہ نصرت ربوہ میں داخلہ

گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں گیارھویں کلاس (پری انجینئرنگ پری میڈیکل ۔ آرٹس) میں داخلہ ۶ جولائی سے ۱۶ جولائی ۱۹۹۳ء تک بغیر لیٹ فیس کے جاری رہے گا ۔ داخلہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق میرٹ پر ہوگا خصوصی نشستوں پر داخلہ کے لئے الگ فارم جمع کروانا ہوں گے ۔ داخلہ فارم بمعہ پراسپکٹس کالج کے اوقات میں دفتر سے مل سکتے ہیں ۔ فارم وصول کرنے کی آخری تاریخ ۱۱ جولائی ۱۹۹۳ء ہے ۔

پرنسپل
گورنمنٹ جامعہ نصرت ربوہ

دل کی امراض اور

HEART CURATIVE SMELL

دل کی جملہ امراض، درد دل، دھڑکن، دل گھٹنا، سانس پھولنا اور خون کی نالیوں کی جملہ امراض وغیرہ کا فوری علاج

ہارٹ کیور ٹیو سمیل

HEART CURATIVE SMELL

سے صرف سونگھنے سے کیا جا سکتا ہے ۔ ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹرز اپنے 50 فیصد مریضوں کو ادویاتی علاج کے ساتھ

HEART CURATIVE SMELL

سونگھنے کے لئے دے کر اس زود اثر اور بے ضرر HEART TONIC SMELL کے مثبت PLUS اثرات کا اندازہ لگا سکتے ہیں ۔ اس غرض کے لئے فری سیمپل طلب فرمائیں ۔

میڈیکل اور نان میڈیکل کاروبار والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعائیت کے ساتھ (WITH MONEY BACK GUARANTEE) فروخت کر سکتے ہیں ۔

قیمت پاکستان میں 20.00 روپے فی شیشی
ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) 10.00 روپے
ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر 5 $ معہ ڈاک خرچ (ترقی پذیر ممالک کے لئے ریٹ الگ الگ)
روزمرہ استعمال کی 7 مختلف سمیلز کا پرس RS150 میں دستیاب ہے ۔
لٹریچر اور دیگر کیور ٹیو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں ۔

موجد :- ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر
آر ایم پی ۔ ایم اے ۔ ایل ایل بی ۔ فاضل عربی ۔
مائینڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ ۔
ہائی کیور ٹیو سسٹم آف میڈیسن

پیشکش :- کیور ٹیو سمیلز انٹرنیشنل
گول بازار ربوہ
فون آفس 771، کلینک 606، رہائش 607

خدام کیلئے سنہری موقع

۱ ۔ آفس کلرک ۔ عمر ۲۵ تا ۳۵ سال ۔ ۲ ۔ گھریلو ملازم ۔ عمر ۴۵ تا ۵۵ سال ۔ ۳ ۔ ربڑ کا کام سیکھنے والے لڑکے دوران ٹریننگ ۔/۸۰۰ روپے ماہوار

پتہ برائے رابطہ **میاں بھائی** گلی نمبر ۵ نزد الفرخ مارکیٹ کوٹ شہاب الدین جی ٹی روڈ لاہور

فون :- ۲۷۰۹۳۶ ۲۷۱۷۷۹ ۲۷۴۷۴۷